سوال

(313) حاکم ترمذی اور ابن حبان کا تساہل؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

امام حاکم رحمة اللہ علیہ کی تصحیح اور امام ترمذی رحمة اللہ علیہ کی تحسین اور امام ابن حبان رحمة اللہ علیہ کی توثیق کا جمہور محدثین کے نزدیک کیا اعتبار ہے؟ (ایک سائل)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

"الحمد للہ رب العالمین والصلوٰة والسلام علی رسولہ الامین' اما بعد:

مذکورہ تینوں محدثین کے بارے میں تحقیقی جواب علی الترتیب درج ذیل ہے۔

1۔ معرفتہ علوم الحدیث تاریخ نیشاپور، المدخل اور المستدرک علی الصحیحین جیسی کتب مفیدہ کے مصنف ابو عبداللہ محمد بن حمدویہ بن نعیم عرف ابن البیع النیسابوری رحمة اللہ علیہ (متوفی405ھ) کے بارے میں محدثین کرام کے درمیان اختلاف تھا۔

جرح کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ ابوالفضل بن الفلکی الہمذانی (علی بن الحسین بن احمد بن الحسن رحمة اللہ علیہ متوفی 427ھ) سے روایت ہے کہ "وکان ابن البیّع یمیلُ إلی التشیّع" حاکم تشیع کی طرف مائل تھے۔ (تاریخ بغداد5/474) ت3024)

یہ قول ابن الفلکی سے ثابت نہیں ہے کیونکہ "بعض اصحابنا" مجہول راوی ہے۔

2۔ محمد بن طاہر المقدسی الحافظ نے کہا: حاکم نے کہا: حدیث الطیر (سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پرندے کے گوشت) والی حدیث صحیح ہے اور صحیحین میں یہ روایت نہیں لی گئی۔

ابن طاہر نے کہا: یہ موضوع حدیث ہے جسے کوفہ کے ساقط راویوں نے مشہور اور مجہول راویوں کی سند کے ساتھ انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وغیرہ سے بیان کیا ہے۔ حاکم کی حالت دو باتوں سے خالی نہیں ہے یا تو وہ صحیح سے جاہل تھا لہٰذا اس کے قول پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ یا وہ جانتا تھا پھر اس کے خلاف کہتا تھا تو وہ اس طرح معاند کذاب بن جاتا ہے (المنتظم لابن الجوزی15/110)

ابن طاہر کی یہ جرح کئی وجہ سے مردود ہے مثلاً :

اول : حاکم کی وفات کے بعد ابن طاہر المقدسی 448ھ میں پیدا ہوئے تھے لہذا ان کی حاکم سے بے سند نقل مردود ہے ۔

دوم : حدیث الطیر کی بہت سی سندوں میں سے تاریخ دمشق لابن عساکر (45/192) میں امام دارقطنی والی روایت حسن لذاتہ ہے ۔

اس روایت کی مختصر تحقیق درج ذیل ہے ۔

1 ۔ ابن عساکر کے استاذ ابو غالب بن البناء ثقہ تھے ۔ دیکھئے سیر اعلام النبلاء (10/603)

2 ۔ ابن البناء کے استاذ ابو الحسین بن الآبنوسی ثقہ تھے ۔ دیکھئے النبلاء (17/85)

3 ۔ ابن الآبنوسی کے استاذ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ مشہور ثقہ امام تھے ۔

4 ۔ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ محمد بن مخلد بن حفص الدوری ثقہ تھے ۔ دیکھئے تاریخ بغداد (3/311 ت1406)

5 ۔ محمد بن مخلد کے استاذ حاتم بن اللیث بن الحارث الجوھری ثقہ تھے ۔ دیکھئے تاریخ بغداد (8/245 ت4346)

6 ۔ حاتم بن اللیث کے استاذ عبید اللہ بن موسیٰ بن باذام العبسی الکوفی صحیحین کے راوی اور ثقہ وصدوق تھے ۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا : "ثقہ کان یتشیع" وہ ثقہ تھے (اور تشیع کے قائل تھے ۔ (تقریب التہذیب : 4345)

ثقہ وصدوق عند الجمہور روای پر تشیع وغیرہ کی جرح سے اس کی حدیث ضعیف نہیں ہو جاتی بلکہ حسن یا صحیح رہتی ہے لہذا یہاں تشیع کی جرح مردود ہے ۔

7 ۔ عبید اللہ بن موسیٰ کے استاذ عیسیٰ بن عمر الاسدی الھمدانی ابو عمر القاری الاعمیٰ ، صاحب الحروف ثقہ تھے ۔ دیکھئے تقریب التہذیب (5314)

8 ۔ عیسیٰ بن عمر القاری کے استاذ اسماعیل بن عبد الرحمٰن بن ابی کریمہ السدی (سدی کبیر) صحیح مسلم کے راوی اور جمہور محدثین کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے صدوق حسن الحدیث تھے ۔ نیز دیکھئے تحریر تقریب التہذیب (1/136 ت436)

آپ پر تشیع کا الزام ہے جو کہ جمہور کی توثیق کے بعد یہاں مردود ہے ۔

فائدہ :

جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق راوی پر اگر بدعتی ہونے کا اعتراض ہو اور اس کی روایت بظاہر اس کے مسلک کی تائید میں ہو ۔ تب بھی صحیح یا حسن ہوتی ہے

تفصیل کے لیے دیکھئے "التنکیل بما فی تانیب الکوثری من الاباطیل" (1/42-52)

اور اس سلسلے میں جوزجانی (بدعتی) کا اصول صحیح نہیں ہے لہذا روایت مذکورہ کو تشیع کا الزام لگا کر رد کرنا غلط ہے ۔

9 ۔ اسماعیل بن عبد الرحمٰن السدی کے استاذ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی تھے ۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ اس روایت کی سند حسن لذاتہ ہے جس میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفے میں پرندے لائے گئے تو آپ نے انھیں تقسیم کر دیا اور ایک پرندہ رکھ لیا پھر فرمایا: اے میرے اللہ! میرے پاس اس پرندے کا گوشت کھانے کے لیے وہ شخص بھیج جسے تو اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب رکھتا ہے۔

پھر علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تشریف لائے تو انھوں نے آپ کے ساتھ وہ پرندہ کھایا۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کو صرف عیسیٰ بن عمر سدی سے بیان کیا ہے۔ اس حدیث کے بہت سے شواہد بھی ہیں مثلاً:

1۔ "حدیث قطن بن نسیر بسندہ عن عبداللہ بن المثنیٰ عن عبداللہ بن انس بن مالک عن ابیہ....الخ"

(دیکھئے الکامل لابن عدی 2/570 دوسرا نسخہ 2/385)

اس میں قطن بن نسیر جمہور کے نزدیک ضعیف ہے اور باقی سند حسن لذاتہ ہے۔

2۔ "حدیث الطبرانی بسندہ عن یحییٰ بن ابی کثیر عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ الخ" (المعجم الاوسط 2/442،443 ح1765)

اس کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے۔

اول: امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کا استاذ ابو بکر احمد بن الجعد الوشاء نامعلوم التوثیق ہے۔

دوم: یحییٰ بن ابی کثیر کی سیدنا انس) سے روایت منقطع و مدلس ہے۔

3۔ "حدیث الطبرانی بسندہ عن سفینۃ رضی اللہ عنہ الخ" (المعجم الکبیر 7/82 ح6437)

اس کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے۔

اول: طبرانی کے استاذ عبید العجلی کی توثیق نامعلوم ہے۔

دوم: سلیمان بن قرم ضعیف ہے۔

جو لوگ جمع تفریق کر کے حدیث کو حسن الغیرہ بنالیتے ہیں ان کے اصول سے بھی حدیث الطیر حسن بنتی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جوابات میں ترمذی والی روایت کو "وھو حدیث حسن" قرار دیا ہے۔ (دیکھئے "اجوبۃ الحافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ عن احادیث المصابیح "المطبوع مع المشکوۃ تخریج الالبانی 3/179، الطبعۃ الثانیہ 1405ھ)

تنبیہ:

حدیث الطیر کی تصحیح پر ایک دیوبندی فخر الدین الغلانی نے عربی زبان میں "نیل الخیر بحدیث الطیر" نامی کتاب لکھی ہے جو ہمارے پاس موجود ہے۔

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ حافظ ابن طاہر کا حدیث الطیر کی وجہ سے حاکم نیشاپوری پر اعتراض مردود ہے۔

3۔ روایت ہے کہ شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبداللہ بن محمد الہروی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا :

ابو عبداللہ الحاکم حدیث میں امام اور افضی خبیث ہے (لسان المیزان 5/233، دوسرا نسخہ 6/251)

یہ قول تین وجہ سے مردود ہے۔

اول : باسند صحیح ابن طاہر سے مروی نہیں ہے۔

دوم : حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے رد کر دیا ہے دیکھئے میزان الاعتدال (3/608)

سوم : یہ قول جمہور کی توثیق کے خلاف ہے۔

4۔ بعض علماء نے حاکم کی تصحیح فی المستدرک پر کلام کیا ہے جس کا ان کی عدالت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حاکم کے بارے میں ابو عبدالرحمٰن السلمیٰ (ضعیف) کی روایت بھی مردود ہے۔

اس جرح کے مقابلے میں جمہور کی توثیق کے بعض حوالے درج ذیل ہیں۔

1۔ خطیب بغدادی نے کہا : "وکان ثقۃ" اور وہ (حاکم) ثقہ تھے۔ (تاریخ بغداد 5/473 ت 4024)

2۔ ابن الجوزی نے کہا : "وکان ثقہ" اور وہ ثقہ تھے۔ (المنتظم 15/109 ت 3059)

3۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "صح" کی رمز لکھ کر ان کی توثیق ثابت کی اور فرمایا :

"إمامٌ صدوق، لکنہ یصحّح فی مُستدرَکِہِ أحادیثَ ساقطۃ"

"وہ سچے امام تھے لیکن وہ اپنی مستدرک میں ساقط روایات کو صحیح کہتے تھے الخ۔ (میزان الاعتدال 3/608)

اور فرمایا :

"الامام الحافظ الناقد العلامۃ شیخ المحدثین "(سیر اعلام النبلاء 17/1163)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید لکھا :

"وکان من بحور العلم علی تشیع قلیل فیہ"

وہ علم کے سمندروں میں تھے اور ان میں تھوڑا سا تشیع تھا۔ (النبلاء 10/165)

4۔ حافظ ابن کثیر نے انھیں، حفظ، امانت، دیانت اور ثقاہت وغیرہ سے موصوف قرار دیا۔ دیکھئے البدایہ والنہایہ (نسخہ محققہ 13/24)

5۔ ابو سعد السمعانی نے حاکم کو فضیلت، علم معرفت، حفظ اور فہم سے متصف قرار دیا۔ دیکھئے الانساب (1/432) البیع

6۔حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا دفاع کیا اور انھیں جلیل القدر قرار دیا۔

دیکھئے لسان المیزان (5/233) دوسرا نسخہ 6/251)

7۔ابو الحسن عبدالغافر بن اسماعیل الفارسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 529ھ) نے کہا:

"اِمام عصرہ في الحدیث العارف بہ حق معرفتہ"

آپ اپنے زمانے میں اہل حدیث کے امام اور حدیث کی معرفت کا حق رکھتے تھے۔(الحلقۃ الاولیٰ من تاریخ نیسابور المنتخب من السیاق ص 5)

8۔عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی السبکی (متوفی 771ھ) نے کہا:

"کان اِماما جلیلا و حافظا حفیلا اتفق علی اِمامتہ و جلالتہ و عظم قدرہ"

آپ جلیل القدر امام اور بہت بڑے حافظ تھے، آپ کی امامت، جلالت اور عظمت قدر پر اتفاق ہے۔(طبقات الشافعیۃ الکبری ج 2ص 443ت 329)

9۔ابو الخیر محمد بن الجزری (متوفی 833ھ) نے کہا:

"کان اِماماً ثقۃ صدوقاً اِلاأن في مستدرکہ أحادیث ضیعفۃ"

وہ ثقہ صدوق امام تھے لیکن ان کی (کتاب) مستدرک میں ضعیف حدیثیں ہیں۔(غایۃ النہایۃ في طبقات القراء ج 2ص 185ت 3178)

10۔امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث کے تحت حاکم، کو ثقہ کہا:

دیکھئے السنن الکبری للبیہقی (2/73) اور نور العین (طبع جدید ص 119،120)

جمہور کی اس توثیق کے بعد حاکم نیشاپوری پر جرح مردود ہے اور خلاصہ یہ کہ وہ ثقہ وصدوق شیعی تھے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام یحیٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ، ابو حاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ اور جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہا کہ یہ متعنت (متشدد) تھے اور پھر فرمایا:

"وقسم في مقابلۃ ہؤلاء، کأبي عیسی الترمذي، وأبي عبداللہ الحاکم، وأبي بکر البیھقی، متساہلون وقسم کالبخاري، وأحمد بن حنبل، وأبي زرعۃ، وابن عدي، معتدلون منصفون"

اوران کے مقابلے میں ایک قسم مثلاً ابو عیسیٰ الترمذی رحمۃ اللہ علیہ، ابو عبداللہ الحاکم رحمۃ اللہ علیہ اور ابو بکر البیھقی رحمۃ اللہ علیہ متساہل تھے اور ایک قسم مثلاً بخاری رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ (لرازی رحمۃ اللہ علیہ) اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ معتدل، انصاف کرنے والے تھے۔

(ذکر من یعتمد قولہ الجرح والتعدیل ص 159، یا ص 2)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اصول حدیث میں اپنی ایک مشہور کتاب میں لکھا ہے۔

"ومنہم من ہو معتدل، ومنہم من ہو متساہل".

فالحاد منهم (المتعنت) : يحيى بن سعيد القطان, وابن معين, وأبو حاتم, وابن خراش وغيرهم

والمعتدل فيهم : احمد بن حنبل, البخاري, وأبوزرعة

والمتساهل كالترمذي والحاكم والدارقطني في بعض الأوقات"

اوران محدثین میں بعض معتدل اور بعض متساہل تھے۔

ان میں یحییٰ بن سعید (القطان) ابن معین، ابو حاتم (الرازی) اورابن خراش (الرافضی) متشدد تھے۔

احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ،بخاری رحمۃ اللہ علیہ اورابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ (الرازی رحمۃ اللہ علیہ) معتدل تھے۔

ترمذی، حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور بعض اوقات میں دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ متساہل تھے (الموقظہ ص83)

تنبیہ:

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان محل نظر ہے۔

ذہبی کے بعد عام علماء انھی کے نقش قدم پرچلے مثلاً سخاوی نے کہا :

"وقسم ثان متسمع كالترمذي والحاكم

وقسم معتدل; كأحمد والدارقطني وابن عدي"

اوران میں سے ایک قسم متساہل تھی مثلاً ترمذی، اورحاکم، میں (سخاوی) نے کہا : اور مثلاً ابن حزم، اورایک قسم معتدل تھی مثلاً احمد (بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) دارقطنی اورابن عدی رحمۃ اللہ علیہ۔

(الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ ص168، المتکلمون فی الرجال ص137)

اس تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ حاکم نیشاپوری ثقہ وصدوق ہونے کے ساتھ حدیث پر صحیح کا حکم لگانے میں متساہل تھے۔

تنبیہ:

میزان الاعتدال اورلسان المیزان وغیرہما میں حاکم کے بارے میں بہت سے اقوال باسند صحیح ثابت نہیں ہیں لہذا بغیر تحقیق کے ان اقوال سے بچ کر رہیں۔

2۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 279ھ) ثقہ متفق علیہ تھے دیکھئے الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث للخلیلی (3/905)

انھیں حافظ ابن حبان (الثقات 9/153) اورذہبی (میزان الاعتدال 2/678)

وغیرہما نے ثقہ قرار دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے تصحیح و تحسین میں تساہل کا ذکر میزان الاعتدال میں بھی ملتا ہے۔ مثلاً حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا : "

"فلهذا لا يعتمد العلماء على تصحيح الترمذي"

پس اس وجہ سے ترمذی کی تصحیح پر علماء اعتماد نہیں کرتے۔ (میزان الاعتدال 3/407 ترجمہ کثیر بن عبداللہ العوفی)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید کہا :

"فلا يُغترَّ بتحسين الترمذي فعند المحاققة غالبها ضعاف"

"پس ترمذی کی تحسین سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے کیونکہ محققین کے نزدیک ایسی غالب (عام، اکثر) روایتیں ضعیف ہیں۔ (میزان الاعتدال 4/416 ترجمہ یحییٰ بن یمان)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کو متساہل قرار دینے میں ذہبی کے بعد عام علماء انھی کے نقش قدم پر چلے کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ متساہل تھے۔

3۔ حافظ محمد بن حبان ابو حاتم البستی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 354ھ) کے بارے میں محدثین کرام کے درمیان اختلاف تھا۔

ابو الفضل احمد بن علی بن عمرو السلیمانی، یحییٰ بن عمار، ابو اسماعیل الہروی، ابو علی النیسابوری، محمد بن طاہر المقدسی اور عبدالصمد بن محمد بن محمد بن صالح (؟) نے ان پر جرح کی بلکہ سلیمانی نے انھیں کذابین میں شمار کر کے ابو حاتم سہل بن السرا الحافظ سے نقل کیا :

"لا تكتب عنه فانه كذاب" "اس سے نہ لکھو کیونکہ وہ کذاب ہے"

(معجم البلدان لیاقوت الحموی 1/419)

ابو حاتم سہل بن السری بن الخضر الخداء البخاری الحافظ کی صریح توثیق کہیں نہیں ملی اور ثقہ محدث سلیمانی کے بارے میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا :

"رأيت للسليماني كتابا فيه حط على كبار، فلا يسمع منه ما شذ فيه"

میں نے سلیمانی کی کتاب دیکھی ہے جس میں اکابر پر جرح ہے لہٰذا ان کی شاذ باتوں کو نہ سنا جائے۔ (سیر اعلام النبلاء 17/202)

بعض کی اس جرح کے مقابلے میں جمہور کی توثیق درج ذیل ہے۔

1۔ خطیب بغدادی نے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہا :

"كان ثقة ثبتا فاضلا فهما"

"اور آپ ثقہ ثبت فاضل سمجھدار تھے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر 55/189، وسندہ صحیح)

2۔ ان کے شاگرد حاکم نیشاپوری نے ان سے اپنی کتاب المستدرک علی الحسین (2/452 ح 3688) میں روایت لی اور کہا : " صحیح علی شرط مسلم "

معلوم ہوا کہ وہ اپنے شاگرد حاکم کے نزدیک ثقہ و صدوق تھے۔

حاکم نے کہا: آپ لغت، فقہ، حدیث اور وعظ میں علم کا خزانہ تھے اور عقل مند مردوں میں سے تھے۔ (تاریخ دمشق 55/189، وسندہ صحیح تاریخ نیشا پور طبقہ شیوخ الحاکم ص 401 ت 693)

نیز دیکھئے الانساب للسمعانی (1/349) اور تاریخ الاسلام للذہبی (26/112) وغیرہما حاکم نے مزید کہا: "

"أبو حاتم کبیر فی العلوم، وکان یحسد بفضلہ وتقدمہ"

ابو حاتم (ابن حبان) علم میں بڑے تھے اور آپ کی فضیلت اور علم میں) آگے بڑھنے کی وجہ سے آپ سے حسد کیا جاتا تھا۔ (تاریخ دمشق 55/190، وسندہ صحیح تاریخ نیشا پور ص 402)

3۔ الضیاء المقدسی نے آپ سے اپنی مشہور کتاب المختارہ میں روایتیں لیں۔ مثلاً دیکھئے ج 1 ص 399 ح 282، ج 2 ص 377 ح 759)

4۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی بیان کردہ ایک حدیث کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا:

دیکھئے تلخیص المستدرک (2/452)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: امام علامہ حافظ بہترین روایتیں بیان کرنے والے خراسان کے شیخ (سیر اعلام النبلاء 16/93) نیز دیکھئے تذکرۃ الحفاظ (3/920 ت 879) وغیرہ

5۔ حافظ ابن ماکولا نے کہا: "وکان من الحفاظ الاثبات" اور وہ (ابن حبان) ثقہ حفاظ میں سے تھے۔ (الاکمال 2/316)

حافظ ابن ماکولا نے مزید کہا: حافظ جلیل کثیر التصانیت "آپ کثرت سے کتابیں لکھنے والے جلیل الشان حافظ تھے۔ (الاکمال 1/432، تاریخ دمشق 55/190)

6۔ حافظ ابو سعید السمعانی نے کہا:

"إمام عصرہ، صنف تصانیف لم یسبق إلی مثلها"

"وہ اپنے زمانے کے امام تھے آپ نے ایسی کتابیں لکھیں جیسی آپ سے پہلے کسی نے نہیں لکھی تھیں۔ (الانساب ج 1 ص 349، 348 بست)

7۔ یاقوت الحموی نے کہا: "کان بحراً في العلوم" وہ علوم کا دریا تھے۔" (معجم البلدان 1/415)

8۔ ابن اثیر الجزری نے کہا: وہ اپنے زمانے کے امام تھے، آپ نے ایسی کتابیں لکھیں جیسے آپ سے پہلے کسی نے نہیں لکھیں۔ (اللباب فی تہذیب الانساب 1/105)

9۔ حافظ ابن کثیر نے کہا: "

"واحد الحفاظ الکبار المصنفین المجتہدین"

اور وہ بڑے حفاظ، مصنفین (اور) مجتہدین میں سے تھے۔

(البدایۃ والنہایہ 12/227 وفیات 354ھ)

10۔ عبدالوہاب بن علی السبکی نے کہا: "الحافظ الجلیل الامام۔" (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ 2/100 ت 125)

11۔ ابن العماد الحنبلی نے کہا: "صحیح (ابن حبان) والے آپ ثقہ حافظ امام (حدیث میں) حجت تھے۔ (شذرات الذہب 3/16)

12۔ ابن عساکر نے لکھا۔"

"اَحد الأئمۃ الرحالین والمصنفین المحسنین"

آپ کثرت سے سفر کرنے والے اماموں سے ایک اور بہترین مصنفین میں سے تھے۔ (تاریخ دمشق 55/187)

13۔ فقیہ احمد بن محمد بن علی الطبسی نے انھیں "شیخ" کہا۔ دیکھئے تاریخ دمشق (55/191)

ان کے علاوہ اور بھی کئی علماء سے ان کی تعریف وثناء مروی ہے مثلاً ابوسعید عبدالرحمٰن بن محمد الادریسی وغیرہ۔

اس تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ثقہ وصدوق تھے اور جمہور کی توثیق کے مقابلے میں ان پر جرح مردود ہے۔

حاکم نیشاپوری کے تذکرہ میں گزرچکا ہے کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور سخاوی نے ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کو متساہل قرار دیا۔ ان کے علاوہ دوسرے علماء نے بھی انھیں متساہل (اور بعض اوقات متشدد) قرار دیا ہے۔ ذہبی عصر شیخ عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی الیمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق کے پانچ درجے مقرر کیے۔

1۔ جنھیں وہ صراحتاً مستقیم الحدیث اور متقن وغیرہ کہتے تھے۔

2۔ وہ راوی جو ان کے اساتذہ میں سے تھے جن کی مجالس میں ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ بیٹھتے تھے۔

3۔ کثرت حدیث کی وجہ سے مشہور راوی تھے۔

4۔ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس راوی کو اچھی طرح جانتے تھے۔

5۔ جو ان چاروں اقسام کے علاوہ (مثلاً مجہول ومستور) تھے۔

دیکھئے التنکیل (ج1ص 437، 438 ت 199)

اس سے معلوم ہوا کہ مجہول اور مستور راویوں کی توثیق میں امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ متساہل تھے لہٰذا ایسے مقام پر اگر وہ منفرد ہو تو ان کی توثیق مقبول نہیں ہے۔

بعض ثقہ وصدوق راویوں پر امام ابن حبان کی جرح تشدد پر مبنی قرار دے کر رد کردی گئی تھی۔

خلاصۃ التحقیق:

حاکم رحمۃ اللہ علیہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ توثیق وتصحیح میں متساہل تھے لہٰذا جس روایت کی تصحیح یا راوی کی توثیق میں ان کا تفرد ہو تو یہ مقبول نہیں ہے لیکن جس

راوی کی توثیق پر دو یا زیادہ جمع ہوں اور مقابلے میں جمہور کی صریح جرح نہ ہو تو ایسا راوی صدوق حسن الحدیث ہوتا ہے۔

فائدہ :

ہمارے نزدیک بعض محدثین کو متساہل یا متشدد وغیرہ قرار دینے کے چکر سے یہ بہتر ہے کہ ہر راوی کے بارے میں تعارض اور عدم تطبیق کی صورت میں ہمیشہ جمہور محدثین کو ترجیح دی جائے۔ اس طرح نہ تو کوئی تعارض واقع ہوتا ہے۔ اور نہ اسماء الرجال کا علم بازیچہ اطفال بنتا ہے۔ وما علینا الا البلاغ (10/جنوری 2009ء) (الحدیث: 59)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی علمیہ

جلد1۔ اصول، تخریج اور تحقیقِ روایات- صفحہ572

محدث فتویٰ